ھفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ

۳ اگست ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۔/۲ روپے

احادیثُ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اسعد قادر

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ اَحَدَھُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْہِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْہِ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے میں نے مشرکوں کے پاؤں دیکھے اپنے سروں پر اور ہم غار میں تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابابکر! تو کیا سمجھتا ہے ان دونوں کو جن کے ساتھ تیسرا خدا بھی ہے۔

فائدہ:۔ ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مدد اور حفاظت سے ساتھ ہے اور یہی مقصود ہے — اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ سے اور اس حدیث میں بیان ہے آپؐ کے توکل عظیم کا اور فضیلت ہے ابوبکر صدیقؓ کے لئے کہ انہوں نے ایسے وقت میں آپؐ کا ساتھ دیا اور گھر بار مال اسباب سب چھوڑ دیا۔ خاک پڑے ان کے منہ پر جو ایسے جاں نثار و وفادار ساتھی کی نسبت بُرے الفاظ نکالتے ہیں۔

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چاہے اللہ کے پاس رہنا اختیار کرے چاہے دنیا کی دولت لیوے پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس رہنا اختیار کیا۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ روئے۔ پھر کیا ہمارے باپ دادا ہماری مائیں آپ پر سے صدقہ ہوں۔ پھر معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیقؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر صدیقؓ کا احسان ہے مال کا بھی اور صحبت کا بھی اور جو میں کسی کو خلیل بناتا (سوا خدا کے) تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ اب خلت تو نہیں ہے لیکن اسلام کی اخوت (برادری) ہے۔ مسجد میں کسی کی کھڑکی نہ رہے (سب بند کر دی جائیں) پر ابوبکرؓ کے گھر کی کھڑکی قائم رکھو۔

فائدہ: نووی نے کہا خلت کہتے ہیں بالکل ایک کے خیال میں غرق ہو جانے کو اور غیر سے انقطاع کرنے کو یہ بات حضرت کو سوا خدا کے کسی سے نہ تھی البتہ محبت تھی۔ خدیجہؓ اور عائشہؓ اور ابوبکرؓ اور اسامہؓ اور زیدؓ اور فاطمہؓ کی۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ایک حدیث میں ہے کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ تو اختلاف کیا ہے کہ محبت کا مرتبہ زیادہ ہے کیونکہ یہ صفت ہمارے پیغمبر کی ہے اور بعضوں نے کہا خلت کا زیادہ ہے اور آپ کی خلت بھی یہ حدیث سے ثابت ہے

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دوست (سوا خدا کے) بناتا تو ابابکر صدیقؓ

(باقی ۱۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۴

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک
فی کاپی : -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ——— ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے



ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتیں

کچھ عرصہ سے سندھ اور اس کے ملحقہ علاقوں میں ڈکیتی اور بدامنی کی جو مسلسل وارداتیں ہو رہی ہیں ان کا دائرہ اب ملک کے دیگر حصوں تک وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق فیصل آباد کے ایک قانون دان کو گذشتہ روز گوجرانوالہ سے فیصل آباد اپنی گاڑی پر جاتے ہوئے راستہ میں پولیس کی وردی میں ملبوس ایک شخص نے روکا اور گاڑی کے رُکتے ہی ایک اور گاڑی پیچھے سے آ گئی جس میں سے چار مسلح افراد اترے اور انہوں نے وکیل مذکور سے نہ صرف گاڑی چھین لی بلکہ ان کے دو بچوں کو اغوا کر کے فرار ہو گئے۔

اس کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں میں اغوا، قتل، ڈکیتی، عصمت دری اور لاقانونیت کے جو واقعات تسلسل کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں ان کا اندازہ روزانہ اخبارات کے مطالعہ سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

ملک میں امن و امان کا قیام اور شہریوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت ہر حکومت کا بنیادی فرض ہوتا ہے اور ان مقاصد میں کامیاب نہ ہونے والی کوئی بھی حکومت ایک کامیاب اور مثالی حکومت نہیں کہلا سکتی۔ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے داعی ہونے کی وجہ سے موجودہ حکومت کی ذمہ داری اس سلسلہ میں اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کیونکہ اسلام دنیا میں امن و خوشحالی اور جان و مال اور آبرو کے تحفظ کا دین ہے — اور

حکمرانوں کو اس تحفظ کا براہِ راست ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ لیکن اسلام کے نفاذ کے دعاوی اور امن و شرافت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود ملک میں بدامنی اور لاقانونیت کے واقعات میں جس تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اس نے ہر شریف شہری کو عدم تحفظ کے شدید احساس سے دوچار کر دیا ہے۔ ڈکیتی اور لاقانونیت کی ان وارداتوں کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اس میں تخریب کاروں اور بیرونی مفادات کا ہاتھ ہے۔ اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا لیکن اسے ان واقعات کے تسلسل کا جواز بھی نہیں بنانا چاہئے یہ بہرحال حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بدامنی، لاقانونیت اور تخریب کاری کا مؤثر طور پر سدِ باب کرکے شہریوں کی جان و مال اور آبرو کا تحفظ کرے اور "عدم تحفظ" کے احساس کو ختم کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرے۔ کیونکہ شہریوں میں "عدم تحفظ" کا یہ احساس اپنے منطقی نتیجہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تو اس کا ردِ عمل موجودہ بدامنی اور لاقانونیت سے کہیں زیادہ سنگین صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک کو اس بد روز سے محفوظ رکھیں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

موت العالِم موت العالَم

• بھارت کے بزرگ عالم دین اور ندوۃ المصنفین دہلی کے سربراہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا الیہ راجعون۔ مرحوم جید عالمِ دین، ممتاز محقق اور دردِ دل سے بہرہ ور راہنما تھے۔ انہوں نے "ندوۃ المصنفین دہلی" قائم کرکے مسلسل پینتالیس برس تک جو علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں وہ برصغیر کی علمی و ادبی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

• ہزارہ کے ممتاز عالم دین اور جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ ہری پور کے خطیب مولانا فضل رازق بھی گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم مدرس، عالم اور پُرجوش خطیب ہونے کے علاوہ متواضع اور خوش اخلاق سماجی راہنما تھے اور عمر بھر دینی و قومی خدمات میں مصروف رہے۔

• آزاد کشمیر کے نوجوان عالم اور بنگوئین ضلع راولاکوٹ کے خطیب مولانا عمر آزاد بھی گذشتہ دنوں رحلت کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نوجوان عالم تھے۔ چند سال قبل مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ سے فارغ ہوئے طالب علمی کے زمانہ میں جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم رفیق رہے اور فراغت کے بعد آزاد کشمیر میں پر جوش مسلکی و دینی خدمات میں مصروف ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ دیں۔ حسنات کو قبول فرمائیں، سیئات سے درگذر فرمائیں اور پسماندگان کو صبر و حوصلہ کے ساتھ مرحومین کی دینی خدمات کے تسلسل کو قائم رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

دُعا — زخمی دلوں کا سہارا

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ ..... دَاخِرِیْنَ

یہ سورۂ مومن کی آیت ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔

ترجمہ ہے ؛

" اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو - کہ پہنچوں تمہاری پکار کو۔ بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔"

(حضرت شیخ الہندؒ)

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے جہاں اور اعزاز ہیں وہاں یہ بھی اس کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو مانگنے کا حکم دیا ۔ اور اس پر قبولیت کا وعدہ فرمایا اور جو نہ مانگے اس کے لیے وعید بھی ہے۔

حضرت قتادہؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں یہ انبیاء کی خصوصیت تھی اب اللہ تعالےٰ نے امت کے لیے بھی یہ حکم عام کر دیا کہ تم مانگو میں قبول کروں گا۔ (ابن کثیرؒ)

ایک صحابی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک روایت متعدد محدثین نے نقل فرمائی جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ :

اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ۔

یعنی دعا عبادت ہی ہے ۔ اور پھر اس آیت کو بطور دلیل ذکر فرمایا۔

ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے دعا کو مغز عبادت قرار دیا۔

ناراضی کی بات آئی تو فرمایا ؛

" کہ جو اللہ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غصہ فرماتے ہیں"۔

اور ابھی آپ نے آیت مبارکہ کے ترجمہ میں سنا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص دعا کے معاملہ میں تکبر کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے ۔

اللہ کے نبیؐ نے فضائل دعا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ " اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز مکرم نہیں "۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں فرمایا :۔

دعا سے عاجز نہ ہو کیونکہ دعا سے کوئی ہلاک نہیں ہوتا ۔ (حاکم - ابن حبان)

ایک جگہ فرمایا کہ :

" دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے "۔ (حاکم)

ایک جگہ فرمایا ؛

" کہ جس کے لیئے دعا کے دروازے کھل گئے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے "۔ ترمذی - حاکم)

ان تمام احادیث مبارکہ سے دعا کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ بعض لوگ دعاؤں کی عدم قبولیت کا رونا روتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ہر چیز کے لیے کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ جب تک ان کا لحاظ نہ کیا جائے گا وہ چیز پوری نہیں ہوتی۔

اسی طرح دعا کا مسئلہ ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ یہ روایت امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت ابوہریرہؓ سے بھی امام ترمذی نے نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نبیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ

"غفلت و بے پرواہی اور بغیر دھیان کے رٹے رٹائے کلمات دہرانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔"

گویا توجہ قلبی اور حلال خوراک و لباس قبولیت دعا کے باعث اور سبب ہیں۔

پھر یہ کہ ضروری نہیں کہ دعا اسی رنگ میں اور فوراً قبول ہو جائے۔ اس لیے کہ بندہ سے زیادہ اس کا رب اس کی مصلحتوں کو جانتا ہے۔ اس لیے کبھی تو جو مانگتا ہے وہی مل جاتا ہے اور کبھی مطلوب چیز کے بدلہ آخرت کا اجر و ثواب مل جاتا ہے اور کبھی مطلوب چیز نہیں ملتی۔ البتہ اس دعا کے صدقہ کوئی آفت ٹل جاتی ہے۔

یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے جو مسند احمد میں موجود ہے اور جس کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ گناہ کے متعلق دعا یا قطع رحمی کے متعلق دعا کبھی قبول نہیں ہوتی ——— دعا کرتے ہوئے انسان اچھی چیز خدا سے مانگے اور سب سے زیادہ خوشی خدا کو اس سے ہوتی ہے جب خدا سے عافیت مانگی جاتی ہے۔

ہر حال یہ چند باتیں دعا کے متعلق تھیں جو پلے باندھنا ضروری ہیں اس لیے کہ دعا زخمی دلوں کا سہارا ہے۔ لیکن بے اعتدالیوں کے سبب آدمی محروم رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات پاک سے مانگنے کا صحیح ڈھنگ سکھائے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: خطبہ جمعہ

"کہ جس جماعت میں ابوبکر جیسے مرد دانا بینا موجود ہوں اس جماعت کی امامت و قیادت عمرؓ کبھی نہیں سنبھالے گا اگرچہ اسے بغیر کسی جرم کے قتل ہی کر دیا جائے۔"

پھر دنیا نے دیکھا کہ تمام امت نے بشمول خاندان علوی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت علیؓ برابر مشوروں میں شریک رہے۔ افسانہ طرازی کا کوئی علاج نہیں۔

دورِ فاروقی

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کر دیا بعد میں امت کے ارباب حل و عقد نے اس تجویز کو سراہا۔ اور حضرت عمرؓ کا دس سالہ دورِ خلافت جو فتوحات کا دور تھا اور جس میں حضرت نبی کریم علیہ السلام اور دورِ صدیقی کی بنیادوں پر اسلامی سٹیٹ مستحکم و مضبوط تر ہوئی اس میں بھی دنگا ہے نہ فساد!

دورِ عثمانی

حضرت عثمانؓ چھ رکنی کمیٹی کے ایک فرد تھے جس کے ایک ممبر حضرت علیؓ بھی تھے لیکن حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے اور پوری امت نے انہیں خلیفہ بنایا اور تسلیم کیا۔ عثمانی دور کے آخر میں جو شرارت اٹھی اس کے پس پردہ عوامل اور محرکات معروف ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان علوی سمیت تمام لوگ حضرت عثمانؓ کے تحفظ کی خاطر اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے مظلومیت کی موت زیادہ پسند کی۔

اس کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: ادارہ

صحابہ کرامؓ کی کامیابی کا راز

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔۔۔۔۔ وَاَجْرًا عَظِیْمًا۔

صدق اللہ العظیم۔

ترجمہ!

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں، اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔ ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے، یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا۔ پھر اپنے تنہ پر کھڑی ہو گئی۔ کسانوں کو خوش کرنے لگی۔ تاکہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے، اللہ نے ان میں سے ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔" (حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

سورۂ فتح کی آخری آیت (آیت ۲۹) کا ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ جو حضرت لاہوری علیہ الرحمۃ کے ترجمہ سے نقل ہے

مضامین

اس آیت میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "رسول اللہ" ہونے کے ساتھ چند باتوں کا ذکر ہے۔

الف: آپؐ کے ساتھیوں کے مخصوص اوصاف، جن میں کفار پر سخت ہونے، آپس میں رحمدل ہونے اور مشغول رکوع و سجدہ ہونے کا ذکر ہے۔

ب: ان اوصاف حسنہ سے ان کا مقصد محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔

ج: یہ کہ ان باکمال انسانوں کے یہ حالات اور اوصاف قرآن مجید سے قبل کی الہامی کتابوں میں بھی موجود تھے۔

د: آگے ایک محسوس مثال ہے جس کے ذریعہ صحابہ کرام کی جماعت حقہ کا بتدریج پھلنا پھولنا اور جس کی تربیت میں پھلی ہے اس کی خوشی اور مخالفین کے حسد کا ذکر ہے یعنی یہ کہ وہ مخالفین ترقی کو دیکھ کر جلتے اور حسد کرتے ہیں۔

ھ: آخر میں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

سورۂ فتح

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ سورۂ فتح کی آیت ہے۔ اور سورہ فتح وہ ہے جو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نازل ہوئی جبکہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے ۱۴ سو صحابہ کرامؓ ہمراہ تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر انہیں روک دیا گیا۔ بالآخر صلح ہوئی جس کی شرائط بظاہر بڑی کمزور تھیں لیکن اللہ کا نبی مطمئن تھا اور بالآخر ان آیات کے ذریعہ اس موقعہ پر شامل بیعت لوگوں کے لیے خدا نے یہ آیات اتاریں۔ فتح مبین کی خوشخبری دی اپنی رضا کا اعلان فرمایا؛

اور مزید انعامات سے نوازا۔

جامع مسجد جناح کالونی فیصل آباد میں خطاب — مرتّب : — عبدالرشید انصاری

حضور اکرمؐ آخری نبی، قرآن آخری کتاب اور ہم آخری امّت ہیں

کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسُولُ اللہ دین اسلام ہے

قِصّوں کہانیوں یا گیتوں اور قوالیوں کا نام دِین نہیں ہے

دین کو قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے بغیر سمجھنے کی ہر کوشش گمراہی کی بنیاد ہے۔

جیل میں حضرت شیخ التفسیرؒ کا درسِ قرآن سن کر ایک دھرمیے نے اسلام قبول کر لیا

... جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور ...

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور ۹ رجون اتوار کے روز فیصل آباد تشریف لائے صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری کے علاوہ طالبان منزل، سلوک و معرفت کی ایک جماعت بھی حضرت دامت برکاتہم کے ہمراہ تھی۔ جس میں خدام الدین کی مجلس ادارت کے سینئر رکن جناب ظہیر میر لاہور کے حاجی بشیر احمد، مولوی عبدالوحید صاحب، خالد صاحب، منظور صاحب، عبدالرؤف قادری اور عبدالرحیم صاحب اور گوجرانوالہ کے جناب محمد طفیل بٹ، قاری عبدالواحد، ڈاکٹر محمد عظیم، حافظ احتشام اور جناب شہزاد بٹ صاحبان بھی شامل تھے۔ نماز مغرب کے بعد جناح کالونی فیصل آباد کی مرکزی جامع مسجد میں مجلس ذکر منعقد ہوئی اور قبل ازیں حضرت نے قرآن کریم کی آخری سورتوں میں سے بعض کے مفہوم و معانی اور علوم و مطالب کے بیان کے علاوہ "دعوت قرآن کے موضوع پر فکر انگیز تقریر فرمائی جسے ہم ملخصاً قارئین خدام الدین کے افادہ کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ (عبدالرشید انصاری)

الحمد لله وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ○

بزرگانِ محترم ! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، دولت ایمان عطا فرمائی اور حضور خاتم الانبیاءؐ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امّتی ہونے کا شرف بخشا۔ اور فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ تم بہترین امت ہو۔ ہمارے نبی محبوب کبریا حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، ہم آخری امت اور یہ کتاب جو لوح محفوظ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کی گئی قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب

اس سورہ کا عنوان

بقول حضرت لاہوری قدس سرہٗ "بشارت فتح اسلام مع شرائط فتح" ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح کی خوشخبری دی تو شرائط فتح بھی ارشاد فرما دیں۔ جن کا خلاصہ یوں ہے کہ :-

"ایمان باللہ و بالرسول، رسولؐ کی امداد، اس کی عزت اور اللہ کی پاکیزگی صبح و شام بیان کرنا"

آیت محمّد رسول اللہ

کا خلاصہ حضرت شیخ کے مختصر لیکن جامع الفاظ میں یوں ہے :

"ایک زرّیں اصول، جس سے ہمیشہ مسلمان دنیا میں غالب رہ سکتے ہیں":

وہ اصول جیسا کہ عرض کیا گیا یہی ہیں :-

"کفار پر سخت ہونا، آپس میں رحمدل ہونا، مشغول عبادت و بندگی ہونا اور مقصد محض حصول رضاء الٰہی ہو!

کل اور آج

وہ جماعت حقہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۴۳ میں معیار حق و صداقت بتلایا۔

یہ بات قرآن میں دوسرے کئی مقامات پر بھی ہے۔ مثلاً" اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (سورۂ مائدہ) اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"جو تندی اور نرمی اپنی خو (عادت) ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ !

اس کے متصل مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں :-

"علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے !

دوسرا اصول رحماء بینھم ہے یعنی آپس میں رحمدل ہیں۔ یہ تو ان کا کردار تھا جس پر قرآن گواہ ہے، لیکن آج جو حالت ہے وہ افسوسناک ہی نہیں شرمناک بھی ہے انقلاب معکوس نے یہ رنگ دکھایا کہ بیگانوں کے لیے ہمدردی کے جذبات اور اپنوں کے لیے تنگی و ترشی آج کے مسلمان کا شیوہ بن گئی۔

قرآنی حقائق سے بغاوت و انحراف

چونکہ آج کا مسلمان قرآنی حقائق سے عملاً منحرف ہو چکا ہے۔ اس لیے وہ اپنی موجودہ حالت کی اصلاح کرنے کی بجائے قرآنی حقائق کا عملاً انکار کرتا ہے اور وہ یوں کہ جن لوگوں کے آپس میں رحمدل ہونے کا قرآن نے اعلان کیا ان کی فرضی لڑائیوں کے افسانے گھڑے جاتے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ ساری عمر آپس میں باہم دست و گریبان رہے اور ان کی تاریخ مسلسل خون بہانے کی تاریخ ہے۔ حالانکہ قرآنی نقطہ نظر سے اور پھر عملاً بھی ایسا غلط ہے۔

دورِ نبوّت

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دورِ سعادت میں ان حضرات کے باہم شیر و شکر ہونے کی جو کیفیت ہے اس سے ایک زمانہ واقف و آگاہ ہے۔ صرف مواخاۃ کا ایک عنوان ہی اس کے لیے کافی ہے اور ایثار کا سورۂ حشر میں واضح طور پر ذکر موجود ہے۔

دورِ صدیقی

آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ گو کہ حضور علیہ السلام نے اس سلسلہ میں کوئی واضح اعلان نہ فرمایا تھا لیکن بعض اشارات ایسے تھے جن سے سب نے یہی کچھ سمجھا اور جس کو اللہ کے نبیؐ نے اپنا مصلّیٰ سنبھالنے کو فرمایا تھا اور امامت صغریٰ جس کے سپرد کی تھی۔ امامت کبریٰ (خلافت و حکومت) اسی کے سپرد کی گئی حتّٰی کہ محض ایک عمر فاروقؓ تھے جن کا نام مقابلہ میں سامنے آیا تو انہوں نے خود فرمایا :-

(باقی ۶ پر)

ہے ہمارے بعد کوئی امّت نہیں قرآن کے بعد کوئی کتاب و شریعت نہیں۔ اور حضور نبی الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا ؎

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
اوؐ رسلؑ را ختم و ما اقوام را

اللہ تعالٰی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج زریں رکھا ـــ آپؐ کو پوری کائنات سب سے اعلیٰ و ارفع مرتبہ و مقام عطا فرمایا آپؐ کو صحابہ کرامؓ کی جو جماعت عطا فرمائی وہ بھی انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا بھر کے انسانوں میں افضل ترین جماعت تھی اور آپؐ کی ساری امّت بھی دوسری تمام امتّوں سے بہترین امّت خیر ہے اور جو کتاب آپؐ پر نازل ہوئی وہ بھی سب کتابوں سے افضل اور کامل و اکمل کتاب ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہ بے شک ہم نے آپؐ کو "کوثر" عطا کی ہے "کوثر" کثرت کے معنٰی میں ہے اس سے مراد حوض کوثر بھی ہے جس سے قیامت کے روز آپؐ کو ماننے والے سب لوگ سیراب ہوں گے۔ اس سے مراد آپؐ کی امّت بھی ہے جو تمام امتوں سے بڑی اور آخری امت ہے حضورؐ نے فرمایا ہم دنیا میں سب سے آخر بھیجے گئے ہیں اور جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور کوثر سے مراد قرآن مجید بھی ہے۔ جس کے بارے میں فرمایا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ اور اللہ تعالٰے نے اپنے دین کو مکمل کرنے کا اعلان بھی زبور و تورات یا انجیل میں نہیں قرآن کریم میں فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ اس لئے یہ دین کامل و اکمل دین ہے اس میں کوئی کمی نہیں جسے پورا کرنے کی ضرورت ہو کوئی نقص نہیں جسے دور کرنے کے لئے اللہ کو کوئی نیا نبی پیدا کرنا پڑے اسلام بے نقص و بے عیب ہے کیونکہ اسلام کو دین قرار دینے والی ذات رب العالمین بے نقص و بے عیب ہے۔ اسلام میں کسی طرح کی پیوند کاری کی ضرورت نہیں نہ کل تھی نہ آج ہے اور نہ کبھی ہوگی۔ جس نے ماننا ہے اسلام کو پوری طرح مانے نہیں ماننا تو اپنے بارے میں صاف صاف فیصلہ کرے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ایمان والوں کے لئے لازم ہے کہ اسلام کو پوری طرح قبول کریں۔ اور اپنے افکار و اعمال کو مکمل طور پر اسلام کے تابع کر دیں آج جو لوگ اپنی اختراعات' ذہنی فتور اور بدعات و رسومات کو اسلام میں داخل کر کے مسلمانوں کو توحید و سنّت کی اصل تعلیمات سے ہٹا رہے ہیں وہ سوچیں کہ اگر ایسا کرنے کی گنجائش ہوتی تو پھر لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالٰے نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ اعلان فرما دیں کہ دین کے بارے میں کسی سے بھی اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ بندگی اور عبادت صرف اللہ کی ہوگی اور اطاعت صرف اللہ کے رسولؐ کی کرنی ہے عبادت میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور اطاعت کے لئے اللہ کا محبوب پیغمبر وحدہٗ لاشریک ہے۔

یہ ہے قرآن کی دعوت جسے حضور نبی کریمؐ اور آپ کے صحابہؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اسلام کی صداقت و حقانیت دنیا پر ثابت کرنے کے لئے حضورؐ کی ختم نبوّت اور دین کی عظمت کا جھنڈا صحابہ کرامؓ نے جب بلند کر دیا تو اللہ تعالٰے کی نصرت و امداد بھی آ پہنچی۔ ایک وقت وہ تھا جب مکہ میں صحابہؓ پر اور اللہ کے نبیؐ پر لوگوں نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ اُمّ جمیل آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتی۔ کبر و نخوت میں ڈوبے ہوئے سردارانِ مکہ آپ کو اَبْتَرْ

کہتے۔ ابولہب جیسے لوگ مذاق اڑاتے، بدزبانی کرتے اور سمجھتے کہ یہ چند افراد ہیں یہ نہیں ہونگے تو بعد میں اسلام کا اور پیغمبر اسلام کا کوئی نام لینے والا یا جاننے والا تک نہ ہوگا۔ مگر اللہ نے فرمایا۔ اے ہمارے نبی! ہم نے آپؐ کو کوثر عطا کی۔ جس کی کثرتِ فیضان کے سمندروں کا کوئی کنارہ نہیں وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلندی عطا فرمائی، اذان' نماز کلمہ اور قرآن میں تو آپؐ کا ذکر ہمیشہ رہے گا۔ یہ بات اس وقت کی ہے جب کھل کر اسلام پر ایمان لانا اور حضورؐ کا کلمہ پڑھنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضورؐ نے اسلام اور قرآن کی دعوت عام لوگوں کے سامنے پیش کی جو اللہ تعالٰے کی الوہیت و حاکمیت کبریٰ اور حضورؐ کی رسالت و نبوت کے اعلان کے ساتھ ساتھ معاشرے کے پسماندہ طبقوں مظلوموں، غلاموں' غریبوں کو مظالم سے آزادی دلانے کا اعلان تھا۔ جس کا اس دور میں کوئی تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسی دعوت و اعلان کے ساتھ ہی مخالف و موافق اور خصوصاً نچلے اور ظلم و استبداد کی چکی میں پسے ہوئے انسانی طبقات میں بڑی تیزی سے آپ کا چرچا اور ذکر پھیلنے لگا حتیٰ کہ یہ ذکر اور حضورؐ کی دعوت پہ تبصرے اور تذکرے انہی غلاموں اور غریبوں کے ذریعہ سردارانِ عرب کے گھروں کے اندر داخل ہو گئے۔ اس لئے یہ تاثر سراسر باطل اور کم فہمی تھی۔ کہ حضورؐ کے ساتھ چند افراد ہیں اور ایمان لانے والوں میں بھی غلاموں اور ناداروں کی اکثریت ہے۔ اس لئے کون پوچھے گا مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام کو۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (ہم نے آپؐ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے) رفعت و بلندی کے انعام و اکرام کا اندازہ دنیا کو اور مخالفین کو اس وقت ہوا جب جماعتوں کی جماعتیں اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئیں اور اسلام کے سیلاب کے سامنے بند باندھنا کفر کے بس کی بات نہ رہی اور سورۃ نصر نازل ہوئی کہ اسلام کی شوکت کے اس وقت کا نظارہ تو کرو کہ جب اللہ کی مددیں آئی کہ لوگ فوج در فوج حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ اس لئے اب آپ اپنے رب کے احسانات پہ اس کی تسبیح کریں، اس سے مغفرت طلب کریں۔

اللہ تعالٰے کی کتاب قرآن مجید اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اصل چیز ہیں۔ پہلے بھی امت کو کامیابی رفعت و کامرانی اسی کے ذریعہ نصیب ہوئی تھی اب بھی اسی سے ہوگی۔ دین کو قرآن اور حضورؐ کی سنّت کے بغیر سمجھنے کی ہر کوشش گمراہی کی بنیاد ہے۔ قصے کہانیوں، گیتوں اور قوالیوں کا نام دین نہیں ہے مگر آج کا مسلمان ہدایت کی اصل راہ کو چھوڑ چکا ہے وہ توہم پرستی شرک و بدعات اور احمقانہ رسومات کو دین سمجھ بیٹھا ہے۔ ہندوستان میں حضرت امام شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز شہدائے بالاکوٹ علماء دیوبند ہمارے سب اکابر نے اسی لئے قرآن و سنت کی تدریس و اشاعت کو اپنی زندگیوں کا مقصد اولین قرار دیا تھا۔ اور انہی کی برکت سے آج بھی برصغیر پاک و ہند یا بنگلہ دیش ہی نہیں پوری دنیا میں دین کی حقیقی تعلیمات کے خدمت گذار علما، جد و جہد میں مصروف ہیں۔ ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تزکیہ نفس اور سلسلۂ سلوک و معرفت میں قطبِ عالم حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے مگر امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ

سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے مسجد فتحپوری میں اس امر پر مستقلاً بیعت لی کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے آپ ہمیشہ درس قرآن دیا کریں گے۔ چنانچہ اس دن سے زندگی کے آخری لمحات تک حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ سفر و حضر ہو، آزادی یا جیل ہو وہ ہمیشہ قرآن کا درس دیتے رہے۔ قرآنی تعلیمات کی انقلاب آفرینی اور اثر انگیزی کا مشاہدہ حضرت فرمایا کرتے۔ مجھے اس روز ہوا جب ایک کمیونسٹ دہریے نے جیل میں اسلام قبول کیا۔ اور پھر صرف نام کا مسلمان ہی نہیں اسلام کا سچا مبلّغ اور خادم بن گیا۔ ہوا یہ کہ انگریزی عہد غلامی میں جب حریت پسند علماءؒ کو باغیوں کے قائد کہا جاتا تھا۔ اور علماء حق مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں اسلام اور جذبۂ جہاد کی روح پھونک کر انہیں غلامی کی زنجیریں توڑنے کے قابل بنا کر انگریز کے لئے بوریا بستر باندھنے کے حالات پیدا کر رہے تھے تو انگریز حکمران علماء حق کی وعظ و تبلیغ اور درس قرآن کو اپنے خلاف باغیانہ تحریک ہی کا حصّہ سمجھتے تھے اس لئے کوشش یہی ہوتی تھی کہ آزادی پسند علماء لوگوں کو قرآن کا ترجمہ بھی نہ سنا سکیں مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سندھیؒ کے دست حق پرست پر درس قرآن کی بیعت کر رکھی تھی۔ اس لئے وہ جیل میں بھی قیدی مسلمانوں کو روزانہ قرآن کا درس دیتے۔ یہ واقعہ جیل کا ہے۔ کہ جیل کے حکام نے آخر حضرتؒ سے مسلمان قیدیوں کا ملنا جلنا بھی بند کر دیا اور آپ کی ساتھ والی کوٹھڑیوں میں ایک طرف ایک ہندو اور دوسری طرف ایک کمیونسٹ دہریہ انگریز دشمن قیدی تھا۔ حضرتؒ نے اس سے کہا کہ تم اجازت دو اور پسند کرو تو میں تمہیں روزانہ قرآن کریم پڑھایا کروں اس نے کہا ٹھیک ہے —— میں نے دنیا بھر کے مذاہب کی کتابیں پڑھی ہیں مگر آپ مسلمانوں کی کتاب قرآن عربی میں ہے اور میں عربی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اگر آپ ترجمہ سے قرآن مجھے سنائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس نے محض معلومات میں اضافہ کی غرض سے یہ بات مانی اور حضرتؒ نے اس کو اپنے عظیم مقصد کی کامیابی تصوّر کیا۔ حضرتؒ نے سورۂ فاتحہ سے اس شخص کو قرآن کا ترجمہ و مطلب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں درس دینا شروع کر دیا۔ چند روز میں جب سورۂ بقرہ کی آیت يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ——

اے انسانو! عبادت (بندگی) کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے ہو گزرے تاکہ تم (بچ جاؤ عذاب جہنم سے) تک پہنچے اور حضرت نے اس آیت کی تفسیر میں اللہ کی وحدانیت اور کائنات عالم پر اس کی حاکمیت کا بیان شروع کیا تو وہ شخص اٹھ کر چل دیا۔ حضرت پریشان ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا تو حضرت فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ خوشی سے اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھلا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے جواب دیا اب تک جو میں نے آپ کی باتیں سنیں وہ دہریہ اور کافر ہوتے ہوئے سنیں ہیں اب پہلے آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور مسلمان بنا کر پھر دوبارہ شروع سے قرآن پڑھائیں۔ حضرتؒ فرماتے ہیں جیل میں کافر اور ظالم حکومت کا قیدی ہونے کے باوجود آج میری خوشیوں کی انتہا نہ تھی۔ اس نے کہا میں نے اس سے پہلے دنیا کے متعدد مذاہب کا مطالعہ کیا ہے ہر مذہب اپنے ماننے والوں کی اصلاح و ہدایت کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ قرآن بلا فرق و امتیاز رنگ و نسل پوری نسل آدم اور نوع انسانی کو مخاطب کر کے

ایک رب العالمین کی عبادت و بندگی کی ایک راہ پر گامزن ہونے کے لئے بلا رہا ہے اور یہ دعوت ہر دور کے انسان کو دی جا رہی ہے نہ نسل و خاندان کا لحاظ ہے نہ ملک و قوم کا امتیاز، اس لئے یہ دعوت یقیناً اس ایک رب کی طرف سے ہے جو کسی خاص مذہب و قوم اور ملک و نسل کے انسانوں کا نہیں بلکہ رب العالمین ہے تمام جہانوں کا رب ہے۔ حضرت فرمایا کرتے کہ یہ شخص جیل میں مجھ سے پڑھتا رہا۔ جیل سے رہائی کے بعد واپس اپنے وطن کلکتہ جا کر اسلام کا پُر جوش مبلّغ بنا۔ دینی مسائل کے بارے میں وہ اکثر و بیشتر مجھ سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم رکھتا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی کرو۔

اور اس سے بھی مختصر الفاظ یہ ہیں :-

"سب سے رشتہ توڑ، صرف رب سے جوڑ"

مصر کے ایک بڑے محقق ڈاکٹر طٰہٰ حسین کہتے ہیں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے "العدل" یعنی عقائد و افکار اور عمل و کردار کے ہر گوشے میں عدل قائم کرو۔

یہ ہے قرآن کی دعوت اور اس کا اعجاز۔ آج کا مسلمان اصل راستے سے بھٹک چکا ہے۔ اسی لئے وہ دوسروں کی سازشوں کا شکار اور مصائب و مشکلات میں الجھا ہوا ہے۔ باہمی انتشار و افتراق کا عذاب ایسا ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ مسلمان ملکوں کے وسائل غیر ضروری امور میں ضائع ہو رہے ہیں۔ کوئی بھی مسلمان ملک مستحکم ہونے یا سر اٹھانے لگتا ہے تو اس کے خلاف پروپیگنڈا کا طوفان پوری دنیا میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ پاکستان ہو یا سعودی عرب، عراق ہو یا مصر و انڈونیشیا سپر قوتوں کو کسی بھی اسلامی ملک کا ایٹمی طاقت بننا گوارا نہیں جب کہ اسرئیل اور بھارت جیسے ملک ایٹمی قوت بن چکے ہیں۔ ان کے لئے کسی کی کوئی پابندی نہیں۔

ع :-

"برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر"

سازشوں، مخالفتوں اور کفر کے بغض و عناد کے مقابلہ کے لئے راستہ صرف ایک ہے اور وہ ہے اسلام کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبّہ اور صحابہ کرامؓ کے اعمال و کردار پر عمل کرنے اور مشعل راہ بنانے کا راستہ۔

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو سچے اور پکے مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور پاکستان کو داخلی اور خارجی فتنوں اور سازشوں سے بچائے۔ آمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کو بناتا۔ لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور تمہارے صاحب اللہ نے خلیل بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انتظار حسین اسعد قادری

توبہ کی عادت ڈالئے کہ اس سے رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں

یٰآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً النَّصُوْحَۃ۔

اے ایمان والو! متوجہ ہوجاؤ اللہ کی طرف متوجہ ہونا سچا۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اس شخص کے ہے کہ نہیں واسطے گناہ اس کے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے توبہ کی اہمیت واضح ہوگئی توبہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہے چاہے وہ کسی بلند سے بلند مقام تک کیوں نہ پہنچ چکا ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے لوگو توبہ کرو طرف اللہ کی پس میں توبہ کرتا ہوں ہر دن میں ستر مرتبہ، دوسری روایت میں فرمایا سو مرتبہ، دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطا ونسیان سے معصوم اور پاک ہیں جہنم آپ پر حرام اور جنت آپ کے لئے فرش راہ ہے اس کے باوجود آپ اس قدر توبہ فرماتے ہیں اور اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہیں تو ہم جیسوں کے لئے تو رات دن توبہ کرنا ضروری ہے اس نکتہ کو اولیائے کرام خوب سمجھتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کا واقعہ

چنانچہ حضرت رابعہ بصریہؒ کے واقعات میں آتا ہے کہ ایک رات جبکہ وہ ابھی سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچی تھیں تسبیح لئے وردِ استغفار فرما رہی تھیں ان کے والد ماجد تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹی ابھی تو تم نیکی اور گناہ کی پہچان بھی نہیں کرسکتیں پھر استغفار میں اسقدر انہماک کیوں ہے فرمانے لگیں کہ ابا جان کوئی شخص اگر کسی شخص کو پانی کا ایک گھونٹ پلا دے تو پینے والا پلانے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے حالانکہ پانی پیے بغیر بھی انسان کچھ وقت زندہ رہ سکتا ہے لیکن سانس جس پر مدارِ زندگی ہے رات اور دن میں ہزاروں مرتبہ آتا ہے اس لئے ہر سانس پر اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اور نہ ادا کرنا گناہ ہے اس گناہ پر نادم ہو کر اللہ کے حضور میں توبہ کر رہی ہوں صبح کو پھر ابا تشریف لائے دیکھا تو بیٹی پھر تسبیح استغفار میں مگن ہے فرمایا رات کی استغفار تو سمجھ میں آگئی تھی یہ دن میں استغفار کیسا؟ کہنے لگیں کہ اباجی! رات میرے اور اللہ کے درمیان آپ حائل ہوئے تھے میں نے کہا کبھی وہ رات کا استغفار ریا نہ بن گیا ہو اس لئے اب میں اس استغفار پر استغفار کر رہی ہوں۔ غور فرمائیں یہ ہے اللہ والوں کے ہاں توبہ کی قدر وقیمت، توبہ کی قبولیت کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ اس میں پہلی چیز انابت الی اللہ، دوسری کئے ہوئے گناہوں کا تصور، تیسری چیز اُن پر ندامت، چوتھی اس کے ہمیشہ ترک کا ارادہ، پانچویں ان پر اللہ سے معافی طلب کرنا، چھٹی طلب استقامت ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر صحابی کی توبہ اس معیار پر پوری اترتی ہے حضرت عمرؓ کو لے لیجئے۔ جب کعبۃ اللہ سے یہ عہد کر کے اٹھے کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر قلم کر کے لائیں گے تو ظاہر ہے دنیا میں اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہوسکتا تھا لیکن اللہ رب العزت نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو وہی عمرؓ اسی تلوار کو ہاتھ میں لئے کعبۃ اللہ میں

مشرکین کو چیلنج دے رہے تھے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور مقابلہ کرے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن چکا ہوں۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ پھر حضرت عمرؓ اپنے تعلق باللہ اور عشقِ رسولؐ میں ایسے آگے بڑھے کہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ترجمان نے اُن کے حق میں فرمایا: لوکان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ پھر اس پر بس نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ عمرؓ میرا آسمان اور زمین کا وزیر ہے اور فرمایا کہ شیطان عمرؓ کے سائے سے بھاگتا ہے یعنی جہاں عمرؓ ہوگا وہاں شیطان نہیں جا سکتا۔

حضرات یہ ہیں سچی توبہ اور عشقِ رسول کی برکات لیکن آج کل مسلمان گناہ کو گناہ نہیں سمجھ رہے تو توبہ کی توفیق کیونکر ہو۔ ایک وقت تھا کہ اللہ کے بندے ہر سانس کا حساب دینے کے لئے توبہ کرتے تھے لیکن اب گناہوں کے انبار اکٹھے کرنے کے بعد بھی توبہ کے نزدیک نہیں جاتے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کو بندے کی توبہ بہت عزیز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ مثال

آپ نے اس کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص ریگستان میں سفر کر رہا ہو اور اس کا سامانِ خورد ونوش اور زادِ سفر سے لدا ہوا اونٹ گم ہو جائے وہ آدمی اُسے تلاش کر کر کے مایوس ہوجائے اور موت اسے سامنے نظر آنے لگے اور وہ تھک ہار کر لیٹ جائے اور اس کی آنکھ لگ جائے جب بیدار ہو تو اس کی سواری اس کو سامنے نظر آئے تو جتنی خوشی اس شخص کو اپنے اونٹ کے مل جانے کی ہوگی اس سے کہیں زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے توبہ کرنے پر ہوتی ہے۔ اس مقام پر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ توبہ کا دروازہ موت کے آخری سانس تک کھلا رہتا ہے۔ اس لئے حضور فرماتے ہیں؛ والاعتبار بالخواتیم: اعتبار خاتمہ پر ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا وہ فائز المرام ہے اس کے برعکس ایک شخص کی ساری زندگی ذکر وشغل میں گذری لیکن موت کے وقت اپنی کسی بھول اور گناہ کی شامت کی وجہ سے ایمان نصیب نہ ہوا تو ساری زندگی اکارت گئی۔ آج کا دور فتن والحاد اور زندقہ کا دور ہے غالباً آپؐ نے اسی دور کے لئے فرمایا تھا یصبح مومنا ویمسی کافرا۔ ایک آدمی صبح کو تو ایماندار ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو ایماندار ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ چنانچہ ہم کو اقوال و افعال میں احتیاط برتنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی قول یا فعل رضائے الٰہی کے خلاف سرزد ہو جائے اور ہمارے لئے توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے جیسا کہ ثعلبہ کے ساتھ ہوا۔

ثعلبہ کا واقعہ

ثعلبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اموال میں برکت کی دعا کرائی آپؐ کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی جب ثعلبہ کے مال و دولت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زکوٰۃ کے وصول کرنے کے لئے ثعلبہ کے پاس پہنچا۔ ثعلبہ نے کہا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر بھی بیگار عائد کر دی ہے جب اس کی اطلاع بارگاہِ نبویؐ میں گئی تو زبان نبوت سے ارشاد ہوا ثعلبہ تو ہلاک ہو گیا۔ ثعلبہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو خوفزدہ ہو گیا اور مالِ زکوٰۃ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اب منشاء ایزدی کے مطابق نہ تیرا مال قبول ہو سکتا ہے اور نہ تیری زکوٰۃ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو سکتی ہے۔ اس پر ثعلبہ زندگی بھر پچھتاتا رہا۔ حضورؐ کے وصال کے بعد یہ بارگاہ صدیقیؓ میں حاضر ہوا لیکن جس مال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرما دیا ہو اسے صدیق اکبرؓ کیونکہ قبول کر سکتے تھے چنانچہ ثعلبہ اسی طرح بارگاہ فاروقیؓ وعثمانیؓ میں حاضری دیتا رہا لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مر[ضی]...

(باقی)

نیک اعمال بنئے، صاحب ایمان بنئے ❊ ہے مسلماں کو یہ لازم کہ مسلمان بنئے

مرشد و مرید کے آداب ارشاد و ارادت

مولانا محمد صابر سرہندی جامعہ مجددیہ فیصل آباد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ارشاد ربانی ہے۔
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ الآیۃ (فتح)
جو لوگ اے پیغمبر آپ سے بیعت کرتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اس جماعت کو جو آپ کے گرد جمع تھی مخاطب کرکے ارشاد فرمایا مجھ سے (ان امور پر) بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، کسی پر بہتان نہ باندھو گے، نیک کام کے انجام دینے میں نافرمانی نہ کرو گے۔ پس جس شخص نے تم میں سے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور جس نے اس کے خلاف کیا اور دنیا میں اس کو اس کی سزا مل گئی تو یہ سزا اُس کا کفارہ ہے۔ اور جس نے ان میں سے کچھ باتوں کے خلاف عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خواہ اُسے معاف فرمائے خواہ اُسے سزا دے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان امور پر بیعت کی۔ (مفہوم) بخاری و مسلم

ترمذی اور نسائی مروی ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ عورتوں نے بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ۔۔۔ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا (مفہوم) مذکورہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امور ذیل کا ثبوت ملتا ہے۔ نیک کاموں کے کرنے کے لئے عہد کرنا، ترک گناہ اور اصلاح اعمال کے لئے بیعت کرنا، عورتوں سے کسی بھی ضرورت کے لئے ہاتھ نہ ملانا، مردوں سے بیعت اور دوسری وجوہ سے ہاتھ ملانا، اور بیعت کے وقت شرائط پیش کرنا جائز ہے۔

ہادی مطلق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے ہمیں دوسرے بھائیوں کی خدمت کا کام بھی انجام دینا چاہیئے۔ روحانی مدد اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے خود کو کسی شیخ جامع شریعت وطریقت کے حوالہ کر دینا بیعت کہلاتا ہے۔ بیعت درحقیقت مرید کی طرف سے اتباع و پیروی کا التزام اور شیخ کی طرف سے تعلیم و تربیت کا اہتمام ہے۔ اگر پیر و مرید تعلیم و تربیت اور پیروی و اتباع کا لحاظ نہ رکھیں گے۔ تو یہ خیانت اور بغاوت ہوگی۔ ایسی رسمی اور نام نہاد بیعت کی اولیاء و صوفیاء نے مذمت کی ہے۔

طلب راہ سلوک کے لئے شیخ کامل کی شناخت ضروری ہے تاکہ صحیح راہنمائی ہو سکے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت حبیب عجمی اور حضرت

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اس نے عرض کیا کہ میں فلاں کا مرید ہوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے پیر نے تمہیں کیا تعلیم دی ہے۔ مرید نے عرض کیا میرے پیر نے میرے بال ترشوائے ہیں (یہ رسم صوفیاء کے ہاں پاس متراض کہلاتی ہے) باقی تعلیم وغیرہ تو کچھ نہیں دی۔ تو دونوں بزرگوں نے غصہ میں فرمایا تمہارا پیر خود بھی گمراہ ہے۔ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ؛

جو شخص مریدین کو قانون سنت پر نہیں چلاتا اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق نہیں رکھتا وہ راہزن ہے۔ دھوئیں سے آگ کا پتہ چلتا ہے اور مرید سے پیر کی کیفیت و حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اس زمانہ میں جو ان گنت لوگ مرید ہو جانے کے باوجود گمراہ ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو پیر کامل نہیں ملتا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل تصوف کا طریقہ کتاب و سنت سے مؤید ہے۔ اس لئے جو نہ قرآن حکیم کو سمجھتا ہو نہ احادیث کا حافظ ہو اور نہ ان کے معنی سمجھتا ہو اس کا اتباع صحیح نہیں۔

اگر تم کسی کو ہوا پر چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھو تب بھی اُس کا اتباع نہ کرو یہاں تک کہ تم دیکھ لو کہ وہ امر و نہی کے موقعہ پر کیا کرتا ہے۔ اگر تم دیکھو کہ وہ تمام اوامر الہیہ کا منہیات الہیہ سے احتراز کرتے ہوئے اتباع کرتا ہے تو اُس کے معتقد ہو جاؤ۔ اور اُس کا اتباع کرو اگر تم دیکھو کہ وہ مامورات کو عمل میں نہیں لاتا۔ اور منہیات سے احتراز نہیں کرتا تو تم اُس سے احتراز کرو۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ طریق صوفیاء یہ ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا محب ہونے اور اس سے محبت کرنے کا دعویٰ کرے تو اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل اور اس کی ہر ممانعت سے احتراز اور دور رہنے ہی پر منحصر ہوگا۔ اور اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے۔

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نام نہاد پیر اور رسمی مرید کی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو شخص دنیا کی آزمائش میں مشغول ہو اور خرقہ پہننے لگے تو وہ اس کا حق ادا نہ کر سکے گا۔ خود بھی گمراہ ہوگا اور اس کے مرید بھی گمراہ ہوں گے۔ خرقہ پہننا تو بہت آسان ہے۔ مگر اُس کا کام کرنا اور اُس کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔ اگر درویش خرقہ کو اہل دنیا کے لطف و کرم کا ذریعہ بناتا ہے تو وہ کذاب ہے۔

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے پیری مریدی پر ایک معلومات آفریں تبصرہ ضبط تحریر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے موجودہ زمانہ میں پیری مریدی کی جس طرح مٹی پلید ہوئی ہے ناقابل بیان ہے۔ پیروں میں پیری کی سی شان نظر نہیں آتی اور نہ ہی مریدوں میں مریدی کی سی بات ہے۔ ایک رسم ہے جو جاری ہے، حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں صحیح معنوں میں پیر بڑی جدوجہد اور مشکل ہی سے مل سکتا ہے پیر جن اوصاف کا حامل ہونا چاہیئے اگر اسی معیار پر موجودہ زمانہ کے پیروں کو جانچا جائے تو سوائے چند ایک اصحاب کے ایک شخص بھی اس معیار پر صحیح اور پورا نہ اتر سکے گا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بیان فرمایا ہے ارادت کے یہ معنی نہیں کہ کسی بھی آدمی سے بیعت ہو کر گیروا کپڑے پہن لئے جائیں اور آدمی اپنے کو شبلی اور جنید بغدادی سمجھنے لگے۔ مرید حقیقت میں وہ ہے جو اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دے اور پیر کو حاکم تصور کرے اور پیر کے ہر حکم کے آگے (جو خلاف شریعت نہ ہو) بلاچون وچرا سر جھکا دے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ ال[...] کے نزدیک ارادت اُس وقت حا[...] ہوتی ہے جب بندہ دنیا اور [...]

کی لذّت کے خیال سے دل کو پاک وصاف کرے۔

ترک معاصی اور اصلاح کے لئے بیعت کرنا ایک حقیقت ہے۔ جس کو قرآن حکیم احادیث مقدسہ اور اکابر صوفیاء کی تائید حاصل ہے۔ لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ بیعت ہی کو مطلوب ومقصود اور معیار نہ بنا لیا جائے۔ بلکہ یہ ایک وسیلہ یا راہ ہے۔ جس کے ذریعہ اتباع احکام خداوندی اور خوشنودئ خدا کی منزل مقصود طے ہوسکتی ہے۔ اور ہمیشہ ہی وسیلہ سے زیادہ مقصد اہم ہوتا ہے۔ اس لئے بیعت کا اصل مقصد اصلاح اعمال و عقائد، ترک معاصی، تزکیۂ نفس، تصفیہ قلب اور تزکیۂ اخلاق ہے۔ اور اسی طرح ایک سالک راہ طریقت خوشنودئ خدا رضائے حق اور ابدی سعادت ودائمی مسرت حاصل کرسکتا ہے۔

اگر ہم ہر وقت اپنے گناہوں پر استغفار کرتے رہیں اور بے عملی کو ترک کرکے عملی زندگی اختیار کریں تو انشاء اللہ دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں کو ہرگز زیر نہیں کرسکتی۔

قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام متوسلین کو بیعت کے بعد دو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ بلا ناغہ استغفار کی دو تسبیحیں پڑھا کریں نیز فرمایا کرتے تھے کہ استغفار پڑھنے سے گناہ جھڑتے اور رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان کی دنیا و آخرت بہتر ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت استغفار کی عادت ڈالے اور اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

بقیہ : توبہ کی عادت

خلاف ہوتی۔ نتیجۃً عہد عثمانی میں ثعلبہ کا خاتمہ اسی طرح ہو گیا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہی قرار دی جاسکتی ہے کہ ثعلبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اہانت کی تھی اور اللہ نے اس کی توبہ قبول نہ کی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی اہانت قولِ رسول ص سے بچائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے

میاں محمد سمیع اللہ صاحب، اسلام آباد

اسلامی تشخص کی نشوونما میں لباس اور بالخصوص عمامہ کا حصہ

ہر تہذیب میں چاہے ماضی کی ہو یا حال کی اس کے اپنے انفرادی خصوصیت کے لباس ہوتے ہیں۔ وہ ان مخصوص لوگوں کی اخلاقی اقدار اور جمالیاتی ذوق کا واضح اظہار کرتے ہیں، پس اسکرٹ، جینیس (Jeans) یا نکٹائی یورپ اور امریکہ کے اخلاقی اور ذہنی ماحول سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں مثال کے طور پر منی (مختصر) اسکرٹ اور چست پتلون اپنے پہننے والوں کی جنس آزادی کا ایک مکمل اظہار ہے، لیکن ایک مسلمان مرد یا عورت کس طرح اپنے اعضاء کی جسمانی نمائش کا اظہار یا غیر صحت مندانہ فیشن کو اختیار کرسکتے ہیں جبکہ شریعت میں افراد اور اجتماعی طور پر پورے معاشرہ کو اسلام کو مکمل طور پر اختیار کرنے کے لئے متواضع اور سادہ طور طریقے اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (۲/۲۰۸) قرآن حکیم میں یہ فرمان الٰہی ہے۔ اسلام میں شرم وحیا والے لباس کی ضروریات (دوسری دفعات یا احکام کی طرح) کے لئے ٹھوس دلائل ہیں۔ اور یہ عملی و روزمرہ کی زندگی سے ہم آہنگی رکھتی ہیں۔ تمام اسلامی دفعات یا احکام میں ایک غالب عنصر اور ان احکامات کے مقاصد بالخصوص لباس کے سلسلہ میں یہ ہے کہ انسانوں کے لئے، تکالیف نہ پیدا ہوں بلکہ ان کو اخلاقی لحاظ سے بلند کیا جائے اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی آگہی کو فروغ دیا جائے۔ یعنی یہ دفعات "حدود" ہیں یا ایسی ہدایات ہیں جن کے اندر رہ کر لوگ عمل پیرا ہوسکتے ہیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں وقت کے تقاضوں اور اپنی ضروریات کے مطابق کچھ لچک پیدا کرسکتے ہیں۔

انسان جو لباس استعمال کرتا ہے اس کے موجبات تین ہیں۔ چوتھی کوئی وجہ نہیں ہے، ان تین موجبات کی ترتیب بہ لحاظ موجبات اور بہ لحاظ مقصود یہ ہے۔ اول حیا، دوم عافیت، سوم زینت، اسلام آفاقی مذہب ہے۔ یہ نہ کسی زمین سے وابستہ ہے اور نہ زبان سے، یہ نہ کسی نسل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ کسی خاص گروہ سے، اس لئے اس مقصود اول یعنی حیا کو غالب رکھ کر عافیت وزینت کی آزادی کو قائم رکھتا ہے۔ عافیت اور زینت کے لئے ایک مسلمان مرد یا عورت ہر وہ لباس اختیار کرسکتا ہے جو موسم اور مقامی زینت کے لئے ضروری ہو۔ بشرطیکہ لباس کا اولین اور فطری مقصد عافیت یا زینت کے تصور سے دبنے نہ پائے بلکہ عافیت وزینت کے تصورات پر غالب رہے۔

لباس انسان کے خارجی عمل کی مخصوص ذہنی اپج (سوچ)، کا آئینہ دار ہے۔ اسلام میں لباس انسان کے ایمان کی داخلی حالت کی بھی عکاسی کرتا ہے اور اس لئے سب سے زیادہ اہمیت لباس کی اعتقادی اہمیت کو دی گئی ہے۔ لباس سے انکساری اور شرم وحیا ظاہر ہونی چاہئے۔ اور یہی وہ مقاصد ہیں جو ہمارے تمام اعمال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بغیر کہے یہ بات سب پر عیاں ہے کہ دوسرے لوگوں کے لباس وضع وقطع اور طرز زندگی کو اپنانے سے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک نظریاتی امت یا قوم کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "من تشبہ بقوم فھ

منہم" اور نتیجتاً ایک مسلمان جو مغربی لباس زیب تن کرتا ہے۔ یہ اس بات کی غمازی ہے۔ کہ وہ مغربی تہذیب اور اس کے لوازمات کو اسلام پر ترجیح دیتا ہے۔ اگر ایک شخص صدق دل سے اسلام سے محبت کرتا ہے۔ تو کیا منطقی طور پر اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جسمانی ہیئت سے بھی اس محبت کا اظہار کرے۔ قرآن حکیم اور حدیث نبوی ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ غلط چیز ہمیشہ غلط ہوتی ہے برائی برائی رہتی ہے اور گناہ کبھی نیکی میں تبدیل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ہر شخص اس پر عمل کر رہا ہے۔ اگر مسلمان کا کبھی کوئی مخصوص لباس نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ بعض جدید سکالر اعتراض کرتے ہیں۔ تو مصطفیٰ کمال اتاترک کے زمانہ میں ترکی میں کیوں مقامی لباسوں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ اور مخصوص لباس کو قانوناً ہر شخص کے لئے لازمی قرار دیا گیا تھا؟ قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ سے لباس کی ظاہری ساخت اور کردار کے سلسلے میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کس قسم کی طرز زندگی قائم کرنا چاہتا ہے۔ سورۃ اعراف[1] کی چھبیسویں آیت اور سورۃ النور[2] کی بتیسویں اور اکتیسویں آیات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جس میں تمام مسلمان مرد اور عورتوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ حکم ہے کہ ایسا لباس جو جسم پر چپکا نہ ہو یعنی تنگ نہ ہو اور باریک نہ ہو کہ اندر سے جسم نظر آئے اور جس میں کسی اور قوم کی نقالی نہ کی گئی ہو۔ جو زرق برق نہ ہو اور جو غیر تکلفانہ اور شرم وحیا کا آئینہ دار ہو۔ یہ لباس نہ صرف افراد کے لئے بلکہ تمام مسلمان معاشرہ کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ تاکہ یہ سادے طور طریقے اور سادہ طرز زندگی کو اور مضبوط کر دے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے۔

۱۔ "جو شخص کسی قوم کی مشابہت کو اختیار کرے وہ گویا اسی قوم میں سے ہے۔

(مسند احمد وسنن ابی داؤد)

۲۔ "کپڑے کا پرانا ہونا اور زینت دنیا کا ترک کرنا ایمان کی علامت ہے"

(ابو داؤد)

۳۔ "دنیا میں جو شخص شہوت کا کپڑا پہنے (یعنی جس کپڑے سے اس کا تکبر اور اس کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا"

(ترمذی، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۴۔ "جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حال میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو عظمت وبزرگی کا لباس پہنائے گا"

(ترمذی، ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے
"..... دولت مندوں کی صحبت سے دور رہ اور اس وقت تک کپڑے کو پرانا سمجھ کر نہ پھینک جب تک وہ پیوند کے قابل رہے" (ترمذی)

۵ "سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاک اور پسندیدہ ہیں اور

[1] "اے بنی آدم تمہیں اپنی شرمگاہیں چھپانی چاہئیں، اور اپنی زینت کو چھپانا چاہئے تاکہ تم برائی سے بچ سکو۔ اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے یہ اللہ کے احکام میں سے ہے۔ تاکہ تم یاد رکھو" (القرآن الکریم ۲۶-۷)

[2] "ایمان والے مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور پاکبازی اختیار کریں۔ یہ ان کے لئے نیکی ہے۔ ہاں، اللہ کو علم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں"

"اور ایمان والی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور پاکبازی اختیار کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوا ان کے جو ظاہری رہتی ہیں اور اپنے سینوں پر چادر کھینچ لیں اور اپنی زینت کی جگہوں کی نمائش نہ کریں، بجز اپنے شوہروں یا باپ اور شوہر کے لڑکوں یا اپنے بھائیوں یا ان کے لڑکوں یا اپنی بہنوں کے لڑکوں یا اپنی عورتوں یا ان کے غلاموں یا ایسے مرد ملازم جن میں طاقت نہیں ہے یا بچوں کے سامنے جو عورت کی بے حجابی کو نہیں سمجھتے اور انہیں یوں نہیں چلنا چاہئے کہ ان کا پردہ ان کی زینت کی جگہوں سے اتر جائے۔ اور اللہ کی طرف دونوں رجوع ہوں۔ اے ایمان والو تاکہ تم کامیاب ہو سکو" (۲۴-۳۱-۳۲)

سفید کپڑوں میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو"

(احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۶۔ "تم عمامہ باندھا کرو اس لئے کہ پگڑیاں فرشتوں کی علامت ہے۔ اور عمامہ کے شملہ کو اپنی پشت کی طرف چھوڑ دو" (بیہقی)

۷۔ جو شخص تکبر اور ریا سے اپنی ازار (تہبند، پاجامہ) کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا" (بخاری ومسلم)

۸۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے" ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا"

(بخاری)

مغربی لباس جو ہمارے موجودہ معاشرے میں انگریز کی سابقہ غلامی کی وجہ سے جاری وساری ہے وہ سادگی کفایت شعاری اور تقویٰ کے معیار سے بالکل ہم آہنگ نہیں ہے۔ بیگانگی اور باہر سے لائے جانے کے علاوہ یہ لباس وضو اور نماز کے ادا کرنے میں بھی رکاوٹ ڈالتا ہے۔ علاوہ ازیں مغربی لباس زیب تن کرنے سے احساس کمتری اور اپنی روایتی اقدار اور نیکیوں کو حقارت سے دیکھنے کی ایک ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہاں میں خصوصی طور پر لباس کے بارے میں حضور کی بھولی ہوئی سنت یعنی عمامہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جو کہ عام لوگوں کا کیا کہنا علمائے کرام تک کی ایک عظیم اکثریت نے ترک کر دی ہے حالانکہ اس ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے" کہ جس نے میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی میری امت کے بگڑنے کے نزدیک اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے" (بیہقی)

عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم اوپر حدیث نمبر ۶ میں نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک اور ارشاد ہے کہ "عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے" (فتح الباری) عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

ہمارے ہاں عمامہ باندھنے کی بجائے قراقلی ٹوپی (جناح کیپ، لیاقت کیپ) پہننے کا جو رواج چلا ہے اس میں نہ صرف تصنع ہے بلکہ چمڑے کی صفائی میں کیمیائی اجزاء کے استعمال سے اس کا پاک ہونا بھی مشکوک نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں اسراف کا بھی پہلو ہے کہ اصلی قراقلی ٹوپی فی زمانہ چار پانچ سو روپے سے کم میں نہیں ملتی۔

اس لئے اشد ضروری ہے کہ منبر ومحراب سے عمامہ کو رواج دینے کے سلسلہ میں ایک زبردست تحریک چلائی جائے تاکہ ہمارے معاشرے میں اس کی قدر ومنزلت ہو کہ اس کی نسبت جناح کیپ کے برعکس براہ راست سرور کائنات سے جن کے طریقوں میں دنیاوی و اخروی کامیابی ہے اور جن کی ایک سنت اپنانے سے دوسری سنتوں کے اپنانے کے راستے کھل جاتے ہیں۔

اسلام کافر اقوام کی طرز زندگی کی مخالفت کرتا ہے۔ اور زندگی کے بارے میں ہمارے بنیادی طرز فکر کو بدلنا چاہتا ہے۔ نہ کہ صرف ہماری ظاہر اور حالت کو منکسرانہ طرز فکر اور خصوصاً سادہ لباس اسلام کے بنائے ہوئے مکمل طرز زندگی کا ایک حصہ ہے۔ قرآن اور حدیث میں مرد اور عورت کو اپنی ستر ڈھانپنے کے لئے (خاص طور پر گھر سے باہر کی زندگی میں) تفصیلی احکام موجود ہیں۔

ملک کے اندر اسلامی اداروں پر اس سلسلہ میں بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس فاخرانہ لباس کی مصنوعی عزت و وقار کی کھوکھلی علامت ہے۔ اس کی بے مائیگی کو بے نقاب کریں یہ نقالی قومی خزانہ پر بھی ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ ان حالات میں مسلم دنیا میں ہر سطح پر کوشش کرنی چاہئیں کہ مسلم دنیا اپنے روایتی لباسوں کو اختیار کرے جو باوجود مقامی جزوی تبدیلیوں کے سنجیدگی متانت، سادگی اور شرم و حیا کے حامل ہیں۔ ہمارے اس کھوئے ہوئے اثاثے میں بے انتہا صلاحیتیں پوشیدہ ہیں۔ ہماری اندرونی پاکیزگی اور ہمارے بین الاقوامی وقار کو مستحکم کرنے

(باقی ۲۴ پر)

فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

شہد استعمال کرنے کے مختلف طریقے

تحریر — حکیم آزاد شیرازی

ایک مدت سے دوستوں کی کثیر تعداد شہد استعمال کرنے کا طریقہ کرنے کا طریقہ دریافت کر رہی ہے۔ راقم الحروف نے اکثر ایک ہی طریقہ بتایا ہے کہ صبح سویرے نماز فجر کے فوراً بعد ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد حل کرکے پی لیا جائے یہ طریقہ سب سے آسان ہے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی یہی ہے کہ:

"جو کوئی شفا کا ارادہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ صبح شہد میں پانی ملا کر استعمال کرے۔"

خود قرآنِ حکیم میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

"اور حکم بھیجا تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کو کہ بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں جہاں چھتریاں ڈالتے ہیں۔ پھر کھا ہر طرح کے میوے پر چل اپنے رب کی راہوں میں یہ صاف پڑی ہیں۔ نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز (شہد) جس کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔ اسس میں شفا ہے لوگوں کے لئے بے شک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غوروفکر کرتے ہیں۔"

(پارہ ۱۴، سورہ النحل، رکوع ۹)

تعجب ہے کہ شہد کی مکھی اس حکم الٰہی کی سرِ مُو خلاف ورزی نہیں کرتی۔ پاکیزہ چیزوں کے سوا کچھ نہیں کھاتی۔ نجاست پر ہرگز نہیں بیٹھتی۔ اور پھلوں اور پھولوں کا رس چوس کر اُسے بنا کر خارج کرتی ہے۔ لیکن انسانوں نے شہد سے بہت کم فائدہ حاصل کیا ہے۔ سوائے ان قوموں کے جو غوروفکر کرتی ہیں۔ اور شہد سے شفا حاصل کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ حکمِ الٰہی بھی ہے اور سنت نبویؐ بھی کہ شہد استعمال کریں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پسند تھا۔ حضور اسے شوق اور رغبت سے نوش فرمایا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے مہر کی رقم میں سے شہد خرید کر اس کو بارش کے پانی میں ملا کر پینے سے ہر مرض دفع ہوتا ہے۔

آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کی "یا رسول اللہ میرا بھائی پیٹ کے درد کے مارے چیختا ہے" آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ وہ گیا اور پھر حاضر ہو کر بولا "میں نے اسے شہد دیا اور کچھ فائدہ نہیں ہوا"۔ آپ نے دوبارہ شہد پلانے کا حکم فرمایا۔ اور وہی پہلی سی کیفیت ہوئی۔ تیسری یا چوتھی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اور شہد ہی پلا۔ بے شک خدا سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسس بار پلاتے ہی اسے شفائے کُلّی حاصل ہو گئی۔

ان مسعودؓ سے منقول ہے کہ تمہارے واسطے دو شفائیں ہیں۔ ایک قرآنِ حکیم دوسرا شہد۔ یعنی قرآن حکیم باطنی بیماریوں کی دوا ہے اور شہد ظاہری امراض کے لئے شفا ہے۔

حکیم جالینوس کا قول ہے کہ بدن کے نفع کے لئے شہد سے بہتر کوئی چیز نہیں اور شہد اکثر امراض کا علاج ہے۔

اس امر میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ شہد لیسدار بلغم کو چھانٹتا ہے۔ سدّوں کو کھولتا ہے

(باقی ۲۶ پر)

عورتوں کے ضروری مسائل

★ —— اسعد قادری

فضائل وُضو اور وُضو کرنے کا طریقہ

حدیث میں وضو کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اس کے تمام گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں (بخاری مسلم)

۲۔ دوسری حدیث اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جب مومن وضو کے ارادہ سے کُلّی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں اور جب ناک صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو آنکھوں اور چہرے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے گناہ بھی اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ دھل جاتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے بھی۔ (موطا، امام مالکؒ)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے امتی قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ ان کے اعضاء وضو روشن اور چمکتے ہوں گے (بخاری مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اگر کسی کے گھر کے دروازے پر ایک نہر جاری اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ایسے شخص کے بدن پر میل باقی رہے گا۔ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا نہیں رہے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازیں پڑھنے والے کا ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اپنے نمازی بندوں کے گناہ (صغیرہ) معاف فرما دیتے ہیں۔

یہاں یہ ضروری بات سمجھ لینی چاہئے کہ وضو کے وقت جو گناہوں کی معافی کی بشارت ہے۔ ان سے گناہ صغیرہ مراد ہیں کبیرہ گناہ سچی توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں۔

وضو کرنے کا طریقہ

وضو کرتے وقت اگر اس کا موقع ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھے اور کسی اونچی چیز پر بیٹھے تاکہ بدن اور کپڑوں پر چھینٹیں نہ آئیں۔ وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے پھر تین مرتبہ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے۔ اس کے بعد تین مرتبہ کلی کرے اور مسواک کرے اگر روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرکے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے شاید کہ حلق سے پانی اندر چلا جائے پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن اگر روزہ سے

تو جلدی ددر نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ چڑھائے۔ پھر تین مرتبہ سارا منہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچادے کہیں خشک نہ رہ جائے۔ پھر داہنا ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔ اگر ہاتھ میں انگوٹھی یا چھلا یا چوڑی پہنے ہوئے ہو تو اس کو بھی ہلائے تاکہ ان کے نیچے کی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے۔ پھر کان کا مسح کرے۔ کان کے سوراخ میں کلمہ کی انگلی سے اور باہر کی طرف کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے۔ گلے کا مسح نہ کرے کیونکہ یہ منع ہے۔ کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں بلکہ سر کے مسح سے بچا ہوا پانی جو ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ داہنا پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ پھر بایاں پاؤں دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے۔ خلال داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے۔

وضو کے وقت کی دعائیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

وضو کے بعد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

پھر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

یاد رکھیئے!

وضو میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا ان میں کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ایسی باتوں کو فرض کہتے ہیں۔

اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے ایسی باتوں کو سنّت کہتے ہیں۔

اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔

یہ سب کون سی چیزیں ہیں آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح وضو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: اسلامی تشخص:۔۔۔

لئے اس کی شدید ضرورت ہے۔ (خصوصًا ہمارے دانشوروں کے اندر) کہ ایسی ذہنی تبدیلی پیدا کی جائے جو ہمیں اپنی اقدار اور طریقوں کی طرف لے جائے یہ ہمارے اسلامی تشخص کو جو مدتوں سے ہماری اندھی تقلید کی وجہ سے مسخ ہو کر رہ گیا ہے وہ دوبارہ قائم کرنے میں بھی معاون ثابت ہوگی۔

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم لوگ میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔" (قرآن مجید ۳-۳۱)



تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

نام کتاب: قادیانیت اور ملّتِ اسلامیہ کا مؤقف۔
ناشر، مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک
ملنے کا پتہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
قیمت: پچیس روپے

یہ کتاب اس بیان استغاثہ پر مشتمل ہے جس کی رُو سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختمِ نبوت کے دوران قومی اسمبلی پاکستان میں ملتِ اسلامیہ نے بالاتفاق دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس میں ذرا بھر کجروی اختیار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی اجتماعی قوت اور مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی لعین کو جھوٹا نبی بنایا اور اپنے تحفظ میں اسے پروان چڑھایا۔ آج یہ پودا ملّتِ اسلامیہ کے لئے ناسور بن گیا ہے۔ حالات و واقعات گواہ ہیں کہ قادیانی ملک و ملّت اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف سامراج کے ایجنٹ کے طور پر سرگرم عمل ہیں۔ ان کے رشتے اور ناطے براہ راست اسرائیل سے ملتے ہیں۔ یہ پاکستان کو (نعوذ باللہ) اکھنڈ بھارت بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس کے لئے تگ و دو میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے کام لیا اور مسلمانوں کی اجتماعی کوشش و کاوش سے اس طبقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اب صدر صاحب نے جو موجودہ آرڈیننس جاری کیا ہے ان کی رہی سہی کسر بھی نکل گئی ہے۔ لیکن قادیانی اپنی موت و حیات کی جنگ لڑنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ عام مسلمانوں کو بھی ان کے اصل ارادوں سے آگاہ کیا جائے۔

مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے اس میں ملّت اسلامیہ کا مؤقف ——— "مرزائی نبوت کی جھلکیاں، عالم اسلام فیصلہ، مرزائیت کی اسلام دشمنی وغیرہ اہم موضوعات پر نہایت تفصیل اور دلائل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب عمدہ کتابت اور خوبصورت آفسٹ کاغذ پر شائع کی گئی ہے اور قیمت انتہائی مناسب ہے۔

ادارہ مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مبارکباد کا مستحق ہے۔ اس ادارے نے مہمات اہم موضوعات پر عمدہ اور معیاری کتابیں شائع کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مؤتمر المصنفین کو کارندوں اور معاونین کو جزائے خیر دے۔ آمین!

نام کتاب: درود وسلام علیٰ خیر الانام
مؤلف: محمد قاسم قاسمی
ہدیہ: چھ روپے صرف
ملنے کا پتہ: محمد قاسم قاسمی خطیب جامع مسجد نور نزد مدرسہ نور القرآن بیرون غلہ منڈی جدید احمد پور [illegible] ضلع بہاولپور۔

چھہتر صفحات پر مشتمل ا[illegible] خوبصورت کتابچے میں درود شریف [illegible] کے فضائل ایسے دلنشیں انداز [illegible] بیان کئے گئے ہیں کہ جسے پڑھ [illegible] حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و[illegible] کا جذبہ انسان کے اندر موجود [illegible]

لگتا ہے۔ حُبِّ خدا کے بعد حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک مسلمان کے لئے دنیا و آخرت دونوں کی متاعِ عزیز ہے۔ واللہ، باللہ، تاللہ کوئی انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کے سینے میں نبی محتشم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور محبت دنیا اور آخرت کی ہر شے سے بڑھ کر موجزن نہ ہو۔

رسالہ مذکورہ کی خوبی کا اندازہ اسے پڑھنے اور دیکھنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ رسالے کو مزید مستند بنانے کے لئے جید علماء کرام کی آراء شروع میں درج کر دی گئی ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ خود اسے پڑھے، دوسروں کو پڑھائے اور برکت و رحمت کے لئے اسے اپنے گھروں میں بھی رکھے۔

نام کتاب: اسلام اور مسیحیت محققین کی نظر میں (حصہ اول)

تالیف: شیخ محمد اکرم

قیمت: چھبیس روپے

ملنے کے پتے: (۱) شیخ محمد اکرم، سوداگر چرم، دین گڑھ قصور

۲۔ سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور

عمدہ کتابت اور آفسٹ طباعت پر چھپی یہ کتاب تقابل ادیان کا گہرا مطالعہ کرنے والے طالب علموں کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کی صداقت و حقانیت کو اپنے پرائے سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ مؤلف نے بڑی عرق ریزی کر کے مخالفین اسلام کی اسلام کے بارے میں آراء کو پیش کر دیا ہے اور غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام سونے پر سہاگہ ہے۔ کتب مقدسہ کے جابجا حوالوں نے اس کتاب کو اتنا مدلل اور پُر اثر بنا دیا ہے کہ اگر کوئی اسے جھٹلانا چاہے تو وقت اس کا دامن تار تار کر کے رکھ دے۔ مؤلف نے مسیحیت پر بائیبل مقدس کے حوالوں سے تحقیقی نظر ڈالی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی صاف کر کے رکھ دیا ہے۔

کتاب درج ذیل دقیق موضوعات پر مشتمل ہے جس سے مؤلف کی عملی محنت اور کاوش کا پتہ چلتا ہے۔

"اسلام مسیحیوں کی نظر میں"۔ "عیسائی محققین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"۔ قرآن مجید اور عیسائی محققین"۔ ہندو شعراء کا ہدیۂ عقیدت"۔ "مسیحیت کا جائزہ"۔ "مسیحی کتب مقدسہ انجیل برن باس" "کیا اناجیل الہامی ہیں؟" —— "مصلوبیت مسیح کے تضادات"۔ "یسوع مسیح اور عیسیٰ دو شخصیتیں" "بائیبل کی تحریف جدید" وغیرہ۔ کتاب کے اندازاً ۱۵/۲ صفحات مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے بھی وقف ہیں جو جھوٹے نبی کا ناز پول کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

یہ کتاب طالبان تقابل ادیان کے لئے خصوصاً اور عوام کے لئے عموماً بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ خوبصورت کاغذ کے ساتھ یہ کتاب رعائتی قیمت -/۲۰ پر مہیا ہو سکتی ہے۔

بقیہ: شہد ...

مثانہ اور گردہ کی پتھری کو توڑتا ہے۔ معدہ و جگر کو قوت بخشتا ہے سینہ کو صاف کرتا ہے۔

شہد میں چند قطرے پانی اور ذرا سا قلمی شورہ ملا کر کان میں ڈالیں تو امراض گوش کو مفید ہے۔

لاہوری نمک اور آبِ پیاز کے ساتھ پیس کر آنکھوں میں لگانا مقوی بصر ہے۔ گل روغن کے ساتھ ملا کر چاٹنا کھانسی اور دمہ کو مفید ہے۔

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

وجع المفاصل

س: مجھے عرصہ دو سال سے دونوں گھٹنوں میں درد رہتا ہے۔ نیز کہنیوں اور ٹخنوں میں بھی درد محسوس ہوتا ہے۔ قبض کی شکایت عموماً رہتی ہے۔ بہت علاج کرائے، افاقہ نہیں ہوا۔ کوئی مؤثر علاج بتائیں۔

(جی۔ آر شیخ، کڑیانوالہ)

ج: آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں:۔

پوست ہلیلہ زرد ۵ تولہ، سورنجان شیریں ۵ تولہ، صبر سقوطری ۵ تولہ۔ تینوں اشیاء باریک پیس کر ملا لیں۔ روزانہ ایک ماشہ کی مقدار میں صبح دوپہر شام پانی کے ساتھ کھایا کریں۔ ثقیل، لیس دار اور بادی اشیاء سے پرہیز رکھیں سادہ غذا کھائیں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

دانت اور مسوڑھوں کی خرابی

س: میرا دانت دو مہینے سے ہل رہا ہے۔ ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا سب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ دانت نکال دیں۔ لیکن میں دانت نکلوانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے P.A.F میں بھرتی ہونا ہے۔ مسوڑھوں سے خون بھی آتا ہے۔ دانت کے اوپر مسوڑھے میں بہت درد ہے۔ آپ کوئی اچھا اور کم خرچ نسخہ تجویز فرمائیں۔

(عبدالغفور ملک رہوجہ۔ خیرپور سندھ)

ج: جب سب ڈاکٹر دانت نکلوانے کا مشورہ دیتے ہیں تو نکلوا دیں ورنہ درج ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔

مٹی کے ایک کورے کوزے میں ایک چھٹانک نمک لاہوری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے رکھ دیں۔ اس کے اوپر آک کا تازہ دودھ اس قدر نچوڑیں کہ نمک کے ایک انگلی کے برابر اوپر آ جائے۔ اب اس کوزے کا منہ بند کرکے اوپر نیچے اور چاروں طرف ملتانی مٹی یا کوئی چکنی مٹی کا ایک انگلی برابر لیپ کر دیں۔ خشک ہونے پر کسی گڑھے میں پندرہ بیس سیر اوپلے نیچے اوپر اور چاروں طرف رکھ دیں۔ مٹی کا کوزہ اوپلوں کے درمیان رکھیں۔ اب ان اوپلوں کو آگ لگا دیں۔ آگ بجھ جانے کے بعد سرد ہونے پر کوزہ نکال لیں۔ اس میں سے سفید رنگ کا کشتہ شدہ نمک نکال کر خوب باریک مانند غبار پیس کر کسی شیشی میں محفوظ رکھیں اور صبح و شام بطور منجن استعمال کریں اور آدھ گھنٹہ کلیاں کر لیا کریں۔

مسوڑھوں سے خون آنے کے لئے درج ذیل نسخہ استعمال کریں۔

درخت کیکر کی چھال بقدر ضرورت ایک مٹی کی ہنڈیا میں رکھ کر اس میں پانی ڈال کر جوش دیں۔ روزانہ ایک گلاس یہ پانی لے کر رات سوتے وقت اس سے کلیاں کریں بعد میں ایک انگلی سرسوں کے تیل میں بھگو کر مسوڑھوں پر مل لیا کریں۔

گائے بھینس کے گوشت سے پرہیز رکھیں۔

انشاءاللہ دانت اور مسوڑھے تندرست ہو جائیں گے۔

بتولِ مصطفیٰ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ

لال دین اخگر

ایم اے پی ایچ ڈی، شیخوپورہ

تُو نورِ نبوّت ہے، تُو بنتِ رسالت ہے
محبوبِ خدا کے گھر، کبریٰ رضؓ کی امانت ہے
اے راحتِ پیغمبرؐ، اے دخترِ خوش اختر
تُو عینِ سعادت ہے، تُو پیکرِ رحمت ہے
آغوشِ خدیجہ رضؓ میں، تُو حورِ شمائل ہے
آغوشِ نبوّت میں، تُو مرجعِ شفقت ہے
اس عالمِ نسواں میں، ہمسر ہے کہاں تیرا؟
تُو دیدۂ مرسلؐ ہے، تُو زبدۂ فطرت ہے
چکّی ترے ہاتھوں میں، اور دوش پہ مشکیزہ
ہیں گود میں مہ پارے، لب پہ ترے قرأت ہے
اے مصطفویؐ سیرت، اے مرتضوی رضؓ دولت
دنیا تری جنّت ہے، عقبیٰ تری جنّت ہے
معراج کی شب والے، آتے ہیں ترے گھر میں
تیرے لئے دنیا میں، جنّت کی بشارت ہے
خاوند بھی شہیدوں میں، بیٹے بھی شہیدوں میں
سادات کی قسمت میں، بس خونِ شہادت ہے
اِس گھر کے غلاموں میں، اخگرؔ کو جگہ دے دے
اے خالقِ ارض و سما، غالب تری قدرت ہے

منظور شدہ ۱- لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۸۱ ۲۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
تعلیمیہ ۳- کوئٹہ بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۲۰۷۶۷-D D۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی بذریعہ میمو نمبر ۲ ۲۰/G-۳۱۰-۱۵۴۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۶۵ء